فرحت پروین

آنٹی

اس کے اور میرے درمیان ایک قدر مشترک تھی.....اور وہ تھی موٹاپا۔ ایک دن سجاد بھائی کہنے لگے کہ تم دونوں واک کیا کرو۔ میں نے بتایا کہ سجاد بھائی، میں چاہتی تو ہوں مگر سستی ہو جاتی ہے۔ وہ بولے، کچھ یہی حال شکیل کا ہے۔ تم دونوں ایک دوسرے کو بلا لیا کرو، اکٹھے واک کر لیا کرو۔ اس طرح باقاعدگی سے ہو جایا کرے گی۔ شکیل یہ تجویز سن کر کھل اٹھا۔

شام کو وہ میرے دروازے پر موجود تھا۔ ''چلیں آنٹی!'' اور میں بادل نخواستہ چلی گئی کیونکہ میں اس وقت کسی ضروری کام میں مصروف تھی۔ وہ بڑے آرام سے ٹہل ٹہل کر چل رہا تھا۔ ''ارے اس طرح چلنے کا کوئی فائدہ نہیں، تیز چلو۔'' اور میں اس سے تھوڑا آگے نکل گئی۔

''مجھے تو سردی لگ رہی ہے، آپ کو نہیں لگ رہی؟'' اس نے پوچھا۔ ''ذرا دیکھیں، میرے ہاتھ پاؤں کتنے ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔'' اس نے اپنے ہاتھ میرے سامنے کر دیئے۔

''کچھ نہیں ہوتا۔'' میں نے اس کی نزاکتوں سے چڑ کر کہا۔ ''ذرا تیز چلو گے تو سردی نہیں لگے گی اور دوسرے تیسرے چکر میں تو پسینہ آنے لگتا ہے۔''

''اچھا!'' اس نے آنکھیں پھیلا کر کہا۔ اور پھر بجائے چلنے کے وہ فٹ پاتھ کے کنارے بیٹھ گیا۔ ''میں نہیں چل سکتا آپ کے ساتھ.....آپ تو لگتا ہے آگ بجھانے جا رہی ہیں۔ میں بیٹھا ہوں، آپ نے جتنا چلنا ہے چل لیں، پھر گھر واپس چلیں گے۔''

میں نے ایک چکر لگایا اور پھر مجھے عجیب سا لگنے لگا۔ ''چلو اٹھو گھر چلتے ہیں۔''

''مگر کیوں؟ آپ جتنا واک کرنا چاہتی ہیں کر لیں۔''

''جب مجھے اکیلے ہی چلنا ہے تو تمہیں فٹ پاتھ پر بٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔''

''نہیں، مجھے اچھا لگ رہا تھا۔''

itsurdu.blogspot.com

''فٹ پاتھ پر بیٹھنا؟'' میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

''نہیں، آپ کو دیکھنا، آپ کپڑے بہت اچھے پہنتی ہیں۔''

میری ہنسی رک گئی۔ اس کا لہجہ کچھ عجیب سا تھا۔

''اپریل ختم ہونے کو ہے اور سردی ہے کہ ابھی بھی جان نہیں چھوڑ رہی۔ لگتا ہے بارش ہونے والی ہے۔'' میں نے آسمان کو دیکھتے ہوئے کہا اور اس کی بات سنی ان سنی کر دی۔

وہ زبان سے مجھے آنٹی کہتا تھا مگر اس کی نظریں کچھ اور کہتی تھیں۔ میں متذبذب تھی۔ ممکن ہے مجھے دھوکہ ہو رہا ہے۔ عورت کی فہم و ادراک ان معاملوں میں بہت تیز ہوتی ہے۔ وہ تو مخفی اشاروں کو بھی پا جاتی ہے اور یہاں تو سب کچھ سطح پر دھرا تھا۔ اور پھر میرے شبہے کی تصدیق ہو گئی کہ اس کی بیوی مجھ سے کٹی کٹی سی رہنے لگی۔ وہ ہسپتال سے گھر فون کرتی اور شکیل نہ ملتا تو وہ میرے گھر فون کرتی کہ شکیل آپ کی طرف ہیں؟ میرے انکار پر بھی وہ کہتی کہ اچھا انہیں کہہ دینا کہ مجھے کال کریں۔ اس کی یہ بے یقینی مجھے بہت بری لگتی لیکن اس کا مطلب ہے جو میں سمجھ رہی ہوں وہ سچ ہے۔ کیونکہ اس کی بیوی نے بھی محسوس کر لیا تھا۔ یہ جاننے کے بعد میں نے اسے نظر انداز کرنا شروع کر دیا۔ میرا گریز اس کے اشتیاق میں اضافہ کرتا گیا کہ ساری کشش ہی نارسائی میں ہے۔ مگر یہ بات میرے لیے تعجب کا باعث تھی کہ میں جوان بچوں کی ماں ہوں، ظاہر ہے میں نہ کم عمر ہوں اور نہ غیر معمولی حسین۔ پھر اس کو یہ خیال کیوں آیا۔ مگر واضح طور پر یا الفاظ میں کچھ نہیں کہا تھا تو میں بلاوجہ اس کو کچھ کہہ بھی نہ سکتی تھی۔ اور پھر ڈھلتی عمر اور جاتی بہار کے لیے یہ تعریفی نظریں مجھے اپنے جوان اور حسین ہونے کا احساس دلاتیں۔ میرے گریز میں ایک بے نیاز سا التفات ضرور ہوتا تھا اور پھر چند مہینوں بعد ہم ان کے پڑوس سے اٹھ آئے۔ میرے بچوں نے دوسری یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا اور ہم اس کے قریب ہی منتقل ہو گئے۔ وہ مہینے میں ایک آدھ بار فون کر لیتا۔ جو بھی فون اٹھاتا اسی سے بات ہو جاتی۔ وہ نہ آنے نہ ملنے کی شکایت کرتا لیکن ایسے ہی جیسے پرانے واقف کار کرتے ہیں۔ کوئی خاص بات نہ ہوتی۔

کرسمس کی رونق اور ہنگامہ عروج پر تھا۔ اس کا فون آیا۔ اتفاق سے میں نے ہی اٹھایا۔ بولا..... ''کرسمس پہ کیا کر رہی ہیں آپ؟''

''کچھ بھی نہیں کر رہی، میں کوئی عیسائی ہوں۔''

''میرا مطلب ہے، کسی پارٹی وارٹی میں جا رہی ہیں؟''

میں نے کہا۔ ''کرسمس کی پارٹی میں تو نہیں، البتہ نئے سال کی پارٹی میں پڑوسن نے بلایا ہے، اس لیے چلی جاؤں گی کہ تھوڑا

itsurdu.blogspot.com

بہت پڑوسیوں سے بھی جان پہچان ہونی چاہیے۔ ہم صرف اپنے پاکستانیوں سے ملتے ہیں۔ کم از کم یہ تو معلوم ہو کہ ہمارے پڑوسی کون ہیں۔ بچوں کو نہیں لے جاؤں گی، اکیلی جاؤں گی کیونکہ مجھے اندازہ نہیں کہ ماحول کیسا ہوگا۔"

خوش ہو کر بولا۔ "تو پھر میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔" میں نے تکلفاً کہہ دیا۔

مجھے معلوم تھا وہ صرف باتیں ہی بناتا ہے، ہم جب سے یہاں منتقل ہوئے تھے نئے گھر کی مبارکباد دینے بھی ان میں سے کوئی نہیں آیا تھا جبکہ اور سب ملنے والے آئے تھے۔

اور جب میں نئے سال کی پارٹی میں جانے کے لیے تیار ہو کر نیچے اتری تو شکیل کو موجود پایا۔

"تم تو سچ مچ آ گئے۔" میرے منہ سے غیر ارادی طور پر نکل گیا۔

مجھے شرمندگی بھی ہوئی کہ اتنی مدت بعد ہمارے گھر پہلی بار آیا ہے۔ میزبانی کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں۔ مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔ مگر اس نے بالکل محسوس نہیں کیا۔ وہ غالباً کسی چیز کو سنجیدگی سے لیتا ہی نہیں تھا۔ بعض دفعہ بحث و تمحیص میں، میں اس سے ایسی ایسی باتیں اور ایسے سخت لہجے میں کہہ جاتی تھی جو کسی اور کو کہنے کا میں سوچ بھی نہیں سکتی۔ لیکن وہ اس معاملے میں بہت مستقل مزاج تھا۔ اس نے شرمندہ ہونا اور برا ماننا سیکھا ہی نہیں تھا۔ اس نوع کی مستقل مزاجی میں نے اکثر دل پھینک قسم کے لوگوں میں دیکھی ہے۔ اس لیے میں اسے اس کی خوبی ماننے کو تیار نہ تھی بلکہ یہ اس کے سطحی ہونے کی ایک اور دلیل تھی۔

نئے سال کی پارٹیوں سے میں کافی خوفزدہ تھی کیونکہ پاکستان میں ہی یہ ایسی ہوتی تھیں کہ لوگ آپے سے باہر ہو جاتے تھے اور پھر یہ تو امریکہ ہے اور پارٹی بھی خالص امریکنوں کے گھر ہے جو نہ ہو کم ہے۔ اس لیے احتیاطاً میں نے پڑوسن کو پہلے ہی فون کر دیا تھا کہ بارہ بجے کی فلائیٹ سے میرے کچھ مہمان دوسرے شہر سے آ رہے ہیں۔ میں آؤں گی ضرور مگر ساڑھے گیارہ بجے واپس چلی جاؤں گی۔ کیونکہ اصل ہنگامہ تو بارہ بجے کے بعد شروع ہوتا ہے۔

بہر حال میں اور شکیل گئے۔ خاتون خانہ نے دروازے پر استقبال کیا۔ میرے تعارف کرانے سے پہلے ہی شکیل نے خود ہی اپنا تعارف کرا دیا کہ میں ان کا کزن ہوں۔

"یہ آج اچانک تم میرے کزن کیسے ہو گئے..... میں تو بتانے والی تھی کہ تم میرے بھتیجے ہو۔"

"اب میں اتنا چھوٹا بھی نہیں ہوں۔"

"تو معلوم ہے تمہیں!" میں نے طنزیہ کہا۔

itsurdu.blogspot.com

اس نے بڑی ڈھٹائی سے اعتراف کیا کہ آنٹی تو وہ صرف اس لیے کہتا ہے کہ کسی کا ذہن ادھر نہ جائے۔

''تم سمجھتے ہو لوگ پاگل ہیں، جو تم سمجھانا چاہو گے وہی سمجھیں گے وہ..... رشتوں کی توہین نہ کرو شکیل۔'' مجھے اس کا اپنی کمینگی کا یوں برملا اعتراف بہت برا لگا۔

پارٹی کا ماحول بہت سادہ اور گھریلو تھا۔ عورتیں اکٹھی بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ دو ننھے منے تین چار ماہ کے بچے ان کی توجہ کا مرکز تھے۔ اور وہ سب انہیں دیکھ کر بہت خوش ہو رہی تھیں۔ مرد پینے پلانے میں مصروف تھے اور چل پھر رہے تھے۔ چھوٹے بچے کہیں الگ ویڈیو گیمز میں مگن تھے۔ اور نوجوان لڑکے لڑکیاں کہیں الگ اپنے کھیل کود میں مگن تھے۔ انہوں نے مجھے بڑی احتیاط سے سافٹ ڈرنک پیش کیا اور پھر کھانے میں ساتھ ساتھ رہنمائی کرتی رہیں کہ کس کس کھانے میں پورک ہے۔ میں نے سبزیوں کا سوپ اور سلاد وغیرہ لی۔ اور ابھی وہ میوزک وغیرہ سیٹ کر رہے تھے کہ حسب پروگرام میں اٹھ بیٹھی۔ شکیل حیران ہو گیا۔ ''یہ کیا..... اصل پارٹی تو اب شروع ہو گی۔''

''تو تم رک جاؤ، میں تو چلتی ہوں۔''

''کیسے رکوں..... کیا فائدہ؟ سب لوگ اپنے ساتھی ساتھ لائے ہوں گے۔ میں نے سوچا تھا آپ کے ساتھ ڈانس کروں گا۔ ڈانس آتا ہے نا آپ کو؟''

''ہاں آتا ہے، مگر میں رک نہیں رہی۔ ارے بہت لڑکیاں ہیں، چانس مل جائے گا تمہیں۔''

''آپ ہی چانس نہیں دیتیں تو اور کون دے گا؟''

''آج تم نے پی تو نہیں رکھی؟'' میں نے چڑ کر کہا۔

مگر اس پر حسب معمول کوئی اثر نہ ہوا۔ خیر میں اجازت طلب کر کے آ گئی۔ وہ بھی میرے ساتھ آ گیا۔ ہمارا گھر صرف چند گز کے فاصلے پر ہی تھا مگر اس نے کہا، تھوڑی دیر ٹہلتے ہیں۔ وہ بڑا پشیمان دکھائی دے رہا تھا اس لیے نہیں کہ میں نے اس کی بات کا برا مانا تھا بلکہ اس لیے کہ ایسے موسم میں وہ اتنی لمبی ڈرائیو کر کے بھی آیا ہے اور یہاں حسب توقع کچھ بھی نہ ہو سکا۔ میں نے بھی سوچا ذرا اس کو سمجھا ہی دوں، اس کے ساتھ سیدھی سٹریٹ پر ٹہلتے ہوئے میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی کہ ..... ''دیکھو، شکیل! اچھے خاصے خاندان سے ہو، پڑھے لکھے ہو، ڈاکٹر ہو، تمہاری خاصی خوبصورت بیوی ہے، اس طرح ندیدوں کی طرح کیوں ادھر ادھر منہ مارتے پھرتے ہو..... کوئی وجہ بھی تو ہو۔ اور دوسری بات کہ تم مجھ سے یہ توقع کیوں کرتے ہو کہ میں اپنے شوہر سے بددیانتی کروں گی۔ کیا میں تمہیں اتنی گھٹیا دکھائی دیتی ہوں۔ مجھے آنٹی کہتے ہو، کچھ اس کا بھی لحاظ ہے؟''

itsurdu.blogspot.com

ٹھیک ہے میں اسے ڈھیٹ، سطحی اور دل پھینک سمجھتی تھی مگر اس کا جواب میری ہر توقع سے زیادہ گھٹیا تھا۔ ''میں نے کب کہا ہے کہ میری بیوی خوبصورت نہیں ہے لیکن روز روز کھانا کھاتے کھاتے اچار، چٹنی کے لیے بھی تو دل چاہتا ہے اور اس میں بد دیانتی کی کیا بات ہے..... آپ اپنی ہر ذمہ داری پوری کر رہی ہیں، کیا یہ کافی نہیں۔''

میرے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ یہ شخص اتنا بدسلیقہ ہے کہ اچھے الفاظ میں بھی بات نہیں کر سکا۔ مجھے اپنی شدید توہین محسوس ہوئی۔

''اگر کوئی اس طرح تمہاری بیوی سے کہے اور وہ بھی چونکہ ساری ذمہ داریاں پوری کر رہی ہے، تو تمہارے خیال کے مطابق کوئی بددیانتی نہیں ہوگی..... اگر وہ اس کی پیشکش قبول کر لے تو؟''

میں نے اپنی دانست میں اسے چاروں شانے چت گرا دیا اور ہم گھر میں داخل ہو گئے۔ لیکن خدا جانے وہ کس مٹی کا بنا ہوا تھا۔ جب ہمارے اتنے جلدی لوٹنے پر بچوں نے حیرت کا اظہار کیا تو وہ اپنے اسی لاابالی انداز اور شگفتہ لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ''ارے آنٹی! خواہ مخواہ ہی ڈر گئیں۔ دیکھ تو لینا چاہیے تھا۔ سنی سنائی کا کیا ہے، آنکھوں دیکھی بات اور ہوتی ہے۔ آنٹی نے ساری رات ہی غارت کرا دی۔ اس سے تو اچھا تھا میں وہاں چلا جاتا۔ میریڈن میں ڈانس پارٹی تھی آج۔''

''اب بھی چلے جاؤ، وہ پارٹی تو ساری رات چلے گی۔''

''جاتے جاتے دو ڈھائی بج جائیں گے..... کیا فائدہ؟'' اس نے شکایت بھری نظروں سے مجھے دیکھا۔

اور میں نے اتنا چکنا گھڑا پہلی بار دیکھا تھا، کوئی وقتی طور پر تو شرمندہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ ایسے جیسا کچھ ہوا ہی نہیں۔ سب کو اصرار کرنے لگا کہ اب کے آپ لوگ ادھر آئیں تو ہماری طرف ضرور آئیں۔ ہمیں پتہ چلتا رہتا ہے کہ آپ پاس پڑوس میں آتے ہیں مگر ہماری طرف نہیں آتے۔

''وقت ہی کم ہوتا ہے۔'' میں نے سنجیدگی سے کہا۔

''تو ٹھیک ہے، آپ جہاں بھی آئیں مجھے فون کر دیں، میں وہیں آ جاؤں گا۔''

اور میں حیران سوچتی رہ گئی کہ آدم و حوا کی فطری کشش کیا اتنی مضبوط ہے کہ عزت نفس اور انا سب اس پر یوں آسانی سے قربانی کیے جا سکتے ہیں۔

ہم اب جب کبھی کبھار سجاد بھائی کے ہاں جاتے ہیں یا عید ڈنر اور پاکستانی ایسوسی ایشن کی تقریبات میں جاتے ہیں تو شکیل سے بھی ملنا ہوتا ہے۔ جب وہ حیرت سے آنکھیں پھیلا کر تعریفی انداز میں دیکھتا ہے تو اپنی پارسائی کے تمام تر دعووں کے باوجود میری مسکراہٹ میں بھی شہد گھل جاتا ہے، گالوں پر گلاب کھل اٹھتے ہیں، آنکھوں میں ستارے اتر آتے ہیں اور

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

چال میں ایک پرغرور تمکنت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ..... کیونکہ یہ ستائشی نظریں مجھے احساس دلاتی ہیں کہ میں ابھی بھی پرکشش ہوں۔اور میرا یہ بے نیاز التفات اس کے اشتیاق کو قائم رکھے ہوئے ہے اور پھر اصل کشش تو نارسائی میں ہے۔

◆◆◆

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com